اُردو تذکرے اور ان کی تحقیق

سکندر حیات میکن
لیکچرار اُردو
گورنمنٹ کالج شاہ پور صدر، سرگودھا

URDU TAZKRAS AND TRADITION OF ITS RESEARCH

Sikandar Hayat Maken
Lecturer in Urdu
Govt. College Shahpur Sadar, Sargodha

Abstract

The tradition of Tazkra in Urdu came from Persian language. They have been a great source of information about poets, authors and their literary contributions. It is why they enjoy a special importance especially with reference to history of evolution of Urdu prose and poetry. Though Tazkars are of such importance in Urdu yet they were least bothered for serious research. This article presents a study of Urdu Tazkra and research works on Tazkra writing.

Keywords:

میر تقی میر، محمد حسین آزاد، کلیم الدین احمد، سید عبداللہ، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر عبادت بریلوی، فیروز اللغات، فرہنگ عامرہ

اُردو شاعری میں فارسی شاعری کی پیروی کی گئی اسی طرح اُردو تذکروں میں بھی فارسی انداز اختیار کیا گیا۔اُردو میں تذکروں کی روایت فارسی تذکرہ نگاری کے تحت پروان چڑھی۔اسی لیے اُردو تذکروں پر فارسی طرزِ انداز نمایاں ہے۔فارسی میں تذکرہ نگاری کا رجحان اتنا غالب ہو چکا تھا کہ بعض اُردو کے شعرا نے بھی تذکرہ نگاری کو فارسی زبان میں بیان کرنا زیادہ مناسب خیال کیا۔برصغیر پاک و ہند میں فارسی کا چلن بھی عام رہا اس لیے یہاں متعدد شعرا کے تذکرے لکھے گئے۔رفتہ رفتہ تذکروں کا مفہوم تالیفات کی ذیل میں ہونے لگا۔

تذکرہ نگاری کا فن اُردو کی ادبی روایت کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔جس کے ذریعے منتشر ادب پاروں کو یک جا کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ماضی کی صورتِ حال کے ضمن میں تذکرے اہم ماخذ اور ابتدائی نقوش کے طور پر سامنے آئے۔تذکروں کی ہی بدولت ادبی، سوانحی اور تاریخی معلومات پیش کی گئیں۔یہی تذکرے ادب میں تنقید اور تحقیق کی راہ ہموار کرنے میں بہت معاون ثابت ہوئے بل کہ تذکروں نے اُردو تحقیق کو ایک نیا رخ دیا۔

عربی لفظ ''تذکرہ'' کے لغوی معنی علمی اُردو لغت میں یاد کرنے، ذکر، یادگار(۱) جب کہ فیروز اللغات میں ذکر، چرچا، یاداشت، اور یادگار کے ہیں۔(۲) فرہنگِ عامرہ میں تذکرہ کے معنی ذکر، یاداشت، یادگار کے ہیں۔(۳) اسی طرح فرہنگِ آصفیہ میں تذکرہ کے معنی یاداشت، بیان، یادگار، اور سرگزشت کے ہیں۔(۴) لغات نادرہ میں بھی ذکر، یادداشت، درج ہیں۔(۵)

اصطلاح میں تذکرہ ایسی تحریر کو کہا جائے گا جس میں شعرا کے حالات زندگی، کارنامے اور انتخاب کلام ہو۔مشاعروں کی رسم سے تذکرہ نگاری کے فن کی ترقی ہوئی۔مشاعروں کے شوق نے بیاض نگاری کے شوق کو جنم دیا ہے جس میں تنقیدی جھلکیاں بھی ملتی ہیں۔ڈاکٹر فرمان فتح پوری تذکرہ نگاری کے مفہوم وارتقا کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''تذکرہ نگاری کے مفہوم یا اس کی تعریف کا تعین کرنا چاہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ ''بیاض'' کی ترقی یافتہ صورت کا نام تذکرہ ہے۔بیاض میں صرف اشعار کا انتخاب ہوتا تھا، جب اس میں انتخابِ اشعار کے ساتھ صاحبانِ اشعار کے نام اور تخلص کا اضافہ کر دیا گیا تو اس کا نام تذکرہ ہو گیا''۔(۶)

بعض لوگ اپنے ذوق کی تسکین کے لیے اپنی ذاتی پسند کے اشعار لکھ لیتے۔ابتدا میں مختصر اً شعرا کے حالات اور بے ربط معلومات جمع کر لیتے تھے۔انھی بیاضوں کی ارتقا یافتہ شکل تذکرہ کہلاتی ہے۔

مالک رام اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> ''شروع میں تصنیف کا ایک میدان ایسا تھا، جس میں مصنف اگر چاہتا تو کچھ تحقیق سے کام لے سکتا تھا۔ میری مراد تذکرہ نویسی ہے۔لیکن یہ تذکرے دراصل بیاضوں کی ترقی یافتہ شکل ہیں۔''(۷)

تذکرے اور بیاض میں واضح فرق بھی موجود ہے۔تاہم بیاض شخصی یادداشت کو محفوظ کرتی ہے جب کہ تذکرہ اجتماعی حیثیت رکھتا ہے۔تذکروں کے ارتقا میں بیاضوں کی اہمیت کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ تذکرہ نگاری کا فن بیاض کی نسبت زیادہ جامع اور مربوط ہے۔ڈاکٹر عبادت بریلوی تذکروں کو بیاض سے زیادہ اہمیت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''جو لوگ عمدہ تذکرے نہ لکھ سکتے تھے وہ اپنے ذوق کی تشفی کے لئے بیاض اشعار بنا لیتے تھے جس میں اپنی پسند کے اشعار اور غزلیں شاعر کے نام اور مختصر حالات کی قید سے جمع کر لیتے تھے۔لیکن بیاض کے لئے کوئی خاص ترتیب نہیں ہوتی۔جس طرح جامع اور مرتب نے پسند کیا مرتب کر لیا۔''(۸)

اُردو کی دیگر کلاسیکی اصناف کی طرح تذکرہ نگاری کا فن بھی عربی اور فارسی کی تقلید کا حامل ہے۔عربی اور فارسی تذکرہ نگاری کے اثرات اُردو تذکرہ نگاری پر دکھائی دیتے ہیں۔عربی میں تذکرہ نگاری کا آغاز ابن سلام کے تذکرے ''طبقات الشعرا'' سے ہوتا ہے۔(۹) عربی میں لکھا جانے والا یہ پہلا تذکرہ ہے جو عربی تذکرہ نگاری کو بنیاد فراہم کرتا ہے۔اسی طرح فارسی تذکرہ نگاری کی ابتدا سدیدالدین محمد بن عوفی کے ''لباب الالباب'' سے ہوتی ہے۔(۱۰) اُردو تذکرہ نگاروں نے اپنی تذکرہ نگاری کی عمارت عربی تذکرہ نگاری سے بالعموم اور فارسی تذکرہ نگاری سے بالخصوص مستحکم کی ہے۔حنیف نقوی اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> ''فارسی تذکرہ نویسوں نے انتخاب کلام کی جامعیت و نفاست کا بطور خاص اہتمام کیا ہے،حالات زندگی کے انضباط کو وہ ثانوی حیثیت دیتے ہیں۔لیکن نہ تو ان کے ہاں عام طور پر کسی محققانہ طریق کار کا کوئی تصور ملتا ہے اور نہ تواریخ وسنین کا التزام ان کے معمولات میں شامل ہے۔اُردو کے تذکرہ نویس بھی اس روش پر کاربند اور انھی رجحانات و میلانات سے متاثر ہیں۔''(۱۱)

زیادہ تر شعرا اُردو اور فارسی دونوں زبانوں پر قدرت رکھتے تھے۔اس لیے بھی فارسی تذکروں کی نا صرف اُنھوں نے تقلید کی بل کہ اُن کی خوبیوں خامیوں کو بھی قبول کیا۔اُردو شاعری کی طرح اُردو تذکرہ نگاری

بھی فارسی سے متاثر ہوئی۔اس حوالے سے ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا لکھتے ہیں:

"اُردو شاعری میں فارسی کی پیروی کی گئی وہیں تذکرہ نگاری میں بھی فارسی تذکرہ نگاری کا انداز اختیار کیا گیا، یہاں تک کہ اُردو شعراء کے بیشتر تذکرہ نگاروں نے اُردو کی بجائے فارسی میں شعراء کے سوانحی حالات اور تنقیدی خیالات ظاہر کیے۔"(۱۲)

اُردو میں تذکرہ نگاری کی بنیاد ۱۷۵۲ء میں میر تقی میر کے "نکات الشعرا" سے ہوتی ہے۔(۱۳) اُردو میں تذکرہ نگاری کی ابتدا کے حوالوں سے "گلشن گفتار" اور "تحفۃ الشعراء" کا نام اس لیے لیا جاتا ہے کیوں کہ ان سب تذکروں کا زمانہ تحریر قریباً قریباً ایک ہی ہے۔لیکن اولین حیثیت میر تقی میر کے "نکات الشعرا" ہی کو حاصل ہے۔

"نکات الشعرا" کے بعد اُردو تذکروں کی روایت میں اضافہ ہوا۔تذکرہ نگاری کے فکری وفنی مباحث اور معیار بھی بلند ہوا۔یہ شعرا کے حالاتِ زندگی، نمونہ کلام اور پیدائش و وفات جیسی بنیادی معلومات کا ایک اہم ذریعہ ثابت ہوئے۔شاعروں اور اُردو شاعری کی صورت حال کو ایک حد تک تذکرے لازمی طور پر متعارف کرواتے ہیں لیکن کلیم الدین احمد کی نظر میں ان تذکروں کا نتیجہ پراگندگی کی صورت میں نکلا۔(۱۴) یہاں کلیم الدین احمد کی رائے سے اتفاق ممکن نہیں۔اس لیے کہ تذکرے اپنی بعض خامیوں کے باوجود مفید اور اہم تاریخی، سوانحی، ادبی معلومات کا ذریعہ ہیں۔مالک رام لکھتے ہیں:

"جوں جوں تذکرہ نویسی کے فن میں ترقی ہوتی گئی اور بعد کے آنے والوں کے سامنے پہلے کی مثالیں آنے لگیں انھوں نے حالات جمع کرنے کا زیادہ التزام کیا۔بہر حال اپنی تمام خامیوں کے باوجود تذکروں کے مفید ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔اگر یہ نہ ہوتے تو جتنے حالات ہمیں آج معلوم ہیں یہ بھی ضائع ہو گئے ہوتے۔"(۱۵)

اُردو تذکرے ایک طرف ذاتی پسند وناپسند اور تنقیدی شعور کی بدولت پروان چڑھتے رہے، دوسری طرف عصری رجحانات اور حالات نے بھی تذکرہ نگاری کو سازگار ماحول مہیا کیا۔تذکرہ نگاری کے پیچھے مزید محرکات کی نشاندہی ڈاکٹر فرمان فتح پوری یوں گنواتے ہیں:

- اپنی یادگار چھوڑنے کا فطری جذبہ
- بیاض نگاری اور انتخاب اشعار کا شوق
- شعرا کی معاصرانہ چشمک
- مشاعروں کا رواج (۱۶)

حنیف نقوی نے اہل قلم کے تذکرہ نگاری کی طرف رجحان اور عہد بہ عہد ترقی کو مزید محرکات کے ذریعے واضح کیا ہے۔ حنیف نقوی کے بقول تذکرہ نگاری کے محرکات مندرجہ ذیل ہیں:

"(الف): بقائے نام کی آرزو (ب): ارباب کمال کی قدر شناسی
(ج): ادبی و تحقیقی ذوق کی تسکین (د): تاریخی شعور
(ہ): رقابت اور معاصرانہ چشمکیں (و): ادبی گروہ بندی
(ز): احباب و اعزہ کی فرمائشیں (ح): سرپرستوں کی خوشنودی
(ط): مشاعروں کی گرم بازاری
(ی): پسندیدہ کلام کو باقاعدہ نظم و ترتیب کے ساتھ جمع کرنے کا شوق۔"(۱۷)

تذکروں نے جدید رجحانات کے ساتھ ساتھ اپنے معیارات اور تحقیقی رویوں میں ترقی کی۔ محرکات و اسباب نے تذکروں کو وسعت دی۔ تذکروں کی ترتیب و تدوین اور تحقیقی طریق کار میں بہتری آئی۔ تذکروں اور شاعروں کو مختلف ادوار میں تقسیم کر کے مزید معیارات کو پختہ کیا گیا۔ تحقیقی رویوں اور اصولوں کو تذکروں کی ترتیب و تدوین میں برتنے کی کوشش کی گئی۔ سید عبداللہ تذکروں کو سات اقسام میں منقسم کرتے ہیں:

اول: وہ تذکرے جن میں صرف اعلیٰ شاعروں کے حالات اور ضمناً کلام کا انتخاب ہے
دوئم: وہ تذکرے جن میں قابل ذکر شعرا کو جگہ دی گئی ہے
سوئم: وہ تذکرے جن میں شعرا کا عمدہ اور مفصل کلام پیش کیا گیا ہے
چہارم: وہ تذکرے جن میں شاعروں کو طبقات میں تقسیم کیا گیا ہے
پنجم: وہ تذکرے جن میں شاعری کے مخصوص دور پر بحث کی گئی ہے
ششم: وہ تذکرے جو وطنی یا ادبی گروہ کے نمائندے ہیں
ہفتم: وہ تذکرے جن کا مقصد محض تنقید سخن اور اصلاح سخن ہے۔(۱۸)

اُردو تذکرہ نگاری کا یہ سفر میر تقی میر کے "نکات الشعرا" (۱۷۵۲ء) سے شروع ہوتا ہے۔ تذکرہ نگاری کا یہ سفر ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) برسوں پر مشتمل ہے۔ کیوں کہ ۱۸۸۰ء کے بعد تاریخ نگاری اور جدید تنقیدی تصورات نے تذکرہ نگاری کو پس پشت ڈال دیا۔ نئے زمانے کے رجحانات اور ادبی فضا نے اُردو تذکروں کی جگہ نئے مباحث کو جنم دیا۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"اُردو میں شعرا کی تذکرہ نگاری کا آغاز اٹھارویں صدی عیسوی کے وسط سے ہوتا ہے اور

آب حیات مولفہ ۱۸۸۰ء تک برابر قائم رہتا ہے ۔اس کے بعد حقیقتاً تذکرہ نگاری کا دور ختم ہوتا ہے ۔اور اس کی جگہ مغرب کے زیر اثر تنقید، تاریخ اور سوانح نگاری لے لیتی ہے۔" (۱۹)

محمد حسین آزاد کی "آب حیات" (۱۸۸۰ء) کے بعد اُردو تذکروں کے دور کا اختتام ہوتا ہے لیکن اُردو ادب کی قدیم صورتوں سے آشنائی کے حوالے سے قدیم تذکرے آج بھی وہ واحد ذریعہ ہیں، جو اُردو ادب کے بعض مبہم اور مخفی گوشوں کو روشن کرتے ہیں ۔تذکروں کی اس قدر اہمیت کے باوجود اُردو تذکروں پر تحقیق و تنقید کا م اتنا زیادہ اور با ضابطہ طریقے سے نہیں ہوا ۔ایم کے فاطمی نے اس حوالے سے اپنی رائے یوں رقم کی ہے:

> "تذکروں کی ہمارے ادب میں جہاں اس قدر اہمیت ہے، وہیں یہ حقیقت افسوسناک بھی ہے کہ اب تک تذکروں کے ساتھ یتیموں کا سا برتاؤ روا رکھا گیا ہے ۔اب تک تذکروں اور تذکرہ نگاروں پر جو کچھ بھی لکھا گیا ہے اس میں چند مقدمے، چند مضامین، چند حوالے اور ایک آدھ کتابچہ شامل ہے بس۔ اب تک قدیم شاعروں اور شاعری پر ہزار ہا کتابیں اور مضامین لکھے گئے ہوں گے لیکن تذکروں پر جو کچھ کام کیا گیا ہے، وہ سمندر سے پیاسے کو شبنم ملنے کے برابر ہے"۔(۲۰)

اُردو تذکروں پر تحقیق کے حوالے سے سب سے پہلی کاوش فرانسیسی مستشرق گارساں دتاسی کی ہے لیکن یہ ضمنی کاوش ہے ۔گارساں ۱۸۳۹ء میں "تاریخ ادب ہندوستانی" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی، جس میں قدیم تذکروں پر تبصرہ کیا ہے ۔گارساں دتاسی نے ایسی کتابوں کو تذکرہ قرار دیا ہے جو تذکرے کی ذیل میں نہیں آتی تھیں ۔ دتاسی کی غلطیوں کے حوالے سے قاضی عبدالودود لکھتے ہیں: "دتاسی غلط فہمیوں کا بادشاہ ہے"۔(۲۱)

اُردو تذکروں پر کی جانے والی اہم تحقیقی کاوشوں کی ذیل میں فہرست دی جارہی ہے جو حرف آخر نہیں ہے ۔کیونکہ تحقیق میں گنجائش موجود رہتی ہے ۔

۔شعرائے اُردو کے تذکرے اور تذکرہ نگاری کا فن	سید عبداللہ	۱۹۵۲ء	مکتبہ جدید، لاہور
۔اُردو تذکروں میں نکات الشعرا کی اہمیت	ایم کے فاطمی	۱۹۶۲ء	دانش محل امین آباد لکھنو
۔اُردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری	فرمان فتح پوری	۱۹۷۲ء	مجلس ترقی ادب لاہور
۔شعرائے اُردو کے تذکرے	حنیف نقوی	۱۹۷۶ء	نسیم بک ڈپو لکھنو

۔شعرائے اُردو کے اولین تذکرے	ڈاکٹر محمد انصاراللہ	۱۹۷۸ء	علی گڑھ بیت الابصار
۔شعرا کے تذکرے	قاضی عبدالودود	۱۹۹۵ء	خدا بخش اورنٹیل پبلک لائبریری، پٹنہ

آزادی کے بعد اُردو تذکروں پر کی جانے والی اہم تحقیقی کاوشوں کے حوالے سے دیکھا جائے تو درج بالا فہرست یہ ثابت کرتی ہے کہ اُردو تذکروں کے ساتھ حقیقت میں یتیموں جیسا سلوک کیا گیا ہے۔

اُردو تذکروں کا سفر میر تقی میر کے نکات الشعرا (۱۷۵۲) سے محمد حسین آزاد کی آبِ حیات (۱۸۸۰ء) تک مشتمل ہے۔ان ایک سو اٹھائیس برسوں میں بہت سے تذکرے لکھے گئے اور تذکرہ نگاری نے ارتقا کی طرف اپنا سفر جاری رکھا۔بالآخر محمد حسین آزاد کی کتاب بقول احسن فاروقی تذکروں سے آگے بڑھ کر تاریخ ادب کے دائرہ میں آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔آبِ حیات میں کچھ ایسی باتیں ضرور ہیں جو عام تذکروں میں نہیں ملتیں اور یہی اس کا طرۂ امتیاز ہے۔(۲۲)

تذکرہ، تاریخ، تنقید اور معلومات کا ایک حسین سنگم ہوتا ہے لیکن تاریخ اور تنقید نہیں ہوتا۔ ذوقِ تجسس کو تحریک دینے میں تذکروں نے فعال کردار ادا کیا ہے۔تذکروں نے تحقیق کے نئے نئے در وا کیے ہیں۔تحقیق کے میدان میں بالخصوص نئے نقوش ابھارنے میں خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔اُردو ادب میں تذکروں کی حیثیت کسی عظیم ورثے سے کم نہیں ہے۔موجودہ ادبی، علمی، تاریخی اور تحقیقی صورتِ حال میں تذکروں کا کردار بہت کلیدی ہے۔تاریخ، تحقیق اور تنقید کی بنیادیں تذکروں نے استوار کی ہیں۔قدیم تذکروں کی بدولت آج بھی ادب کے بہت سے گوشے اور شخصیات روشن ہیں لیکن بدقسمتی سے اُردو تذکرے محققین سے زیادہ تر محروم ہی رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) وارث سرہندی، علمی اُردو لغت، لاہور علمی کتاب خانہ، ۱۹۷۶ء، ص ۴۴۱

(۲) فیروزاللغات، لاہور، فیروز سنز، ص ۱۹۹، س ن

(۳) محمد عبداللہ خان خویشگی، فرہنگِ عامرہ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، طبع دوم ۲۰۰۷ء، ص ۱۴۵

(۴) سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ، لاہور، رفاہِ عام پریس، ۱۹۰۸ء، ص ۴۷۴

(۵) لغاتِ نادرہ، لاہور پنجاب آرٹ پریس، ص۱۰۲، س۔ن

(٦) ڈاکٹر فرمان فتح پوری، اُردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۲ء، ص۱۱

(۷) مالک رام، اُردو میں تحقیق، مشمولہ، اُردو میں تحقیق، جلد دوئم، مرتبہ ایم سلطانہ بخش، اسلام آباد، ورڈ ویژن پبلشرز، ص۸۰

(۸) ڈاکٹر عبادت بریلوی، اُردو تنقید کا ارتقاء، کراچی، انجمن ترقی اُردو، طبع پنجم، ۲۰۰۱ء، ص۱۰۲

(۹) حنیف نقوی، شعرائے اُردو کے تذکرے، اتر پردیش، اُردو اکادمی، ۱۹۹۸ء، ص۴۹

(۱۰) ایضاً، ص۵۸

(۱۱) ایضاً، ص۸۲

(۱۲) ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا، شعرائے اُردو کے تذکرے، مشمولہ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند، جلد سوئم، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، طبع دوئم، ۲۰۱۰ء، ص۴۴۷

(۱۳) حنیف نقوی، شعرائے اُردو کے تذکرے، ص۱۳٦

(۱۴) کلیم الدین احمد، اُردو تنقید پر ایک نظر، لاہور، عشرت پبلشنگ ہاؤس، ۱۹٦۵ء، ص۱٦

(۱۵) مالک رام، اُردو میں تحقیق، ص۸۱

(۱٦) ڈاکٹر فرمان فتح پوری، اُردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، ص۱۱

(۱۷) حنیف نقوی، شعرائے اُردو کے تذکرے، ص۲۹ تا ۳۴

(۱۸) ڈاکٹر سید عبداللہ، شعرائے اُردو کے تذکرے اور تذکرہ نگاری کا فن، لاہور، مکتبہ خیابان ادب دسمبر ۱۹٦۸ء، ص۹۔۱۰

(۱۹) ڈاکٹر فرمان فتح پوری، اُردو نثر کا فنی ارتقا، لاہور، الوقار پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء، ص۲۸۷

(۲۰) ایم۔کے فاطمی، اُردو تذکروں میں نکات الشعرا کی اہمیت۔لکھنو، دانش محل امین آباد ۱۹٦۲ء، ۳٦

(۲۱) قاضی عبدالودود، شعرا کے تذکرے، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۹۵ء، ص۲۳٦

(۲۲) احسن فاروقی، اُردو میں تنقید، کراچی، مشتاق بک ڈپو، ۱۹٦٦ء، ص۳۳

❁ ❁ ❁